

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از افادات _____ مولانا سید شاہ محمد ممتاز اشرفی
 مہتمم دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار اورنگی
 عنوان _____ شہادت کی فضیلت
 ضبط تحریر _____ ڈاکٹر محمد معراج خالد اشرفی
 پروف ریڈر _____ مولانا محمد مہتاب عالم اشرفی
 کمپوزر _____ محمد ممتاز علی اشرفی

ناشر

ادارہ دعوت قرآن

مرکزی دفتر

دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار سیکٹر ۱۶ اورنگی

فون نمبر:- 03332351135

خطبات ممتاز ملت
 سلسلہ نمبر ۹

شہادت کی فضیلت

از افادات

مولانا سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

نوٹ ﴿﴾

آپ نے یہ خطاب ۹ محرم الحرام بروز ہفتہ بمطابق ۱۳۳۳ھ
 ۲۳ نومبر ۲۰۱۲ء کی خصوصی نشست میں فرمایا تھا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا
وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ
وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا
وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَكِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مِتُّمْ لَمَغْفِرَةٍ مِنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٍ

خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ۝ وَلَكِنْ مِتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَكُمْ اللَّهُ تُحْشَرُونَ ۝

(سورة آل عمران آیت نمبر ۱۵۷-۱۵۸)

ترجمہ:- اور اگر تم قتل کئے جاؤ اللہ کے راستے میں یا مر جاؤ تو بیشک اللہ کی طرف سے
مغفرت اور بخشش بہتر ہے اس سے جو وہ سب جمع کرتے ہیں۔ اور اگر مر جاؤ یا قتل کئے
جاؤ تو ضرور اللہ کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔ (اشرف البیان)

حمد و صلوة کے بعد میں اور آپ ادارہ دعوت قرآن کے زیر اہتمام ماہانہ
دعوت قرآن کریم کی محفل میں بیٹھے ہیں، جیسا کہ اعلانات اور اشتہارات کے
ذریعے سن اور پڑھ چکے ہونگے کہ آج کی یہ محفل محرم الحرام کی نسبت سے اور محرم

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	شہادت، عبادت اور عبودیت کا مجموعہ ہے	۷
۲	شہادت کی پہلی فضیلت	۱۲
۳	شہادت کی دوسری فضیلت	۱۳
۴	نبی کریم ﷺ کا صوم وصال رکھنا	۱۹
۵	امام اعظم اور نماز مغرب	۲۰
۶	شہادت کی تیسری فضیلت	۲۱
۷	جو جس حال میں مرے گا اسی حال میں اٹھے گا	۲۷
۸	شہادت کی چوتھی فضیلت	۲۸
۹	مشہد اور مقبرہ میں فرق	۳۱

الحرام کی برکت سے خصوصی نشست ہے اور اس خصوصی نشست میں ان شاء اللہ عنوان کے مطابق ”شہادت کی فضیلت“ پر روشنی ڈالنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

صد مبارک باد ہیں ادارہ دعوتِ قرآن کے جملہ اراکین جنہوں نے اس عظیم الشان محفلِ پاک کا انعقاد کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان لوگوں کے کاموں میں اور خلوص پیدا کرے اور اس خلوص پر اللہ تعالیٰ ان سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اللہ تبارک و تعالیٰ ادارہ دعوتِ قرآن کو دنِ دگنی راتِ چوگنی ترقی عطا فرمائے، اور ان کے مشکلات اور ان کی پریشانیوں کو اللہ رب العالمین دور فرمائے تاکہ احسن طریقے سے ہمیں اور آپ کو ہر مہینے نئے نئے علمائے کرام کے خطابات سننے کا موقع ملتا رہے۔

اس وقت محفلِ پاک کی زینت مفتی اہلسنت نجم ملت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی دامت برکاتہم العالیہ ان کے ساتھ سینئر استاد حضرت علامہ اختر بلال نورانی اشرفی اور اسی جامعہ نضرۃ العلوم کے سینئر استاد علامہ غلام حسین سیال صاحب اور غالباً آج پہلی مرتبہ ادارہ دعوتِ قرآن کی اس محفل میں مفتی محمد فرقان مدنی صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر مساجد کے آئمہ کرام اور علمائے ذی وقار تشریف فرما ہیں۔

میں ان شاء اللہ العزیز اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ کے سامنے آدیتِ کریمہ کی تفسیر پر بھی روشنی ڈالتا جاؤں گا اور ساتھ ہی ساتھ شہادت کی فضیلت

بھی کوشش گزار کرنا جاؤں گا۔

میں نے قرآن کریم کے ایک ہی مقام سے دو آدیتِ کریمہ کی تلاوت کی ہے جو سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵۷ اور ۱۵۸ ہے۔ عام طور پر شہادت کی فضیلت کی جب بات ہوتی ہے تو فوراً ہمارا ذہن اس سلسلے کی جو مشہور آیات ہیں اس طرف جاتا ہے اور یہ عنوان بھی بہت پرانا ہے اور جو میں بتاؤں گا اس سے کہیں زیادہ آپ علمائے کرام سے سن چکے ہیں لیکن پھر بھی محفل کی جو برکت اور نسبت ہے ان شاء اللہ اسکے صدقے میں شہادت کی فضیلت پر ایک نئے انداز سے گفتگو کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ.

اگر تم اللہ کے راستے میں قتل کئے جاؤ یا مر جاؤ۔

لَتَمَغْفِرَ اللَّهُ بِكُمْ.

تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ضرور تمہارے لئے مغفرت ہے۔

وَرَحْمَةً خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ.

اور اللہ کی طرف سے وہ رحمت ہے جو وہ سب جمع کرتے ہیں

وہ ان سب سے بہتر ہے۔

وَلَئِن مُتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ.

اور اگر تم مر جاؤ یا قتل کر دیئے جاؤ تو تم سب ضرور بالضرور

اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

﴿شہادت، عبادت اور عبودیت کا مجموعہ ہے﴾

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں اور آپ کو حکم دیا ہے کہ نماز پڑھو۔ یہ نماز کیا ہے؟ عبادت ہے۔

ماہ رمضان آجائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم آتا ہے کہ روزہ رکھو۔ ہم روزہ رکھتے ہیں، یہ روزہ کیا ہے؟ عبادت ہے۔

اگر انسان صاحب استطاعت ہے تو اسے کہا گیا ہے کہ حج بیت اللہ کرو۔ تو بیت اللہ شریف کا جب ہم حج کرتے ہیں تو یہ حج کیا ہے؟ عبادت ہے۔

اگر انسان صاحب استطاعت ہے تو شریعت کا حکم ہے کہ زکوٰۃ دو تو جب ہم زکوٰۃ دینگے تو یہ زکوٰۃ کیا ہے؟ عبادت ہے۔ یعنی یوں سمجھئے کہ نماز عبادت ہے، روزہ

عبادت ہے، زکوٰۃ عبادت ہے، حج عبادت ہے لیکن شہادت پر آپ غور کریں تو شہادت عبادت بھی اور عبودیت بھی ہے۔ شہادت میں اللہ رب العزت نے دو

خوبیاں رکھی ہیں۔ شہادت عبادت بھی ہے اور شہادت عبودیت بھی ہے۔ میں اس کے درمیان فرق آپ کو بتاؤں گا لیکن میں نے یہاں سے گفتگو شروع کرنا ہے کہ دیگر

ساری عبادتیں صرف عبادت ہے لیکن شہادت عبادت بھی اور عبودیت بھی ہے۔ یعنی شہادت عبادت مع العبودیت ہے چنانچہ علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ

تفسیر کبیر میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پہلی آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ عبادت کا ذکر فرما رہا ہے کہ اگر تم اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے جاؤ یا

اللہ تعالیٰ کے راستے میں مر جاؤ تو

لَتَغْفِرَ اللَّهُ مِنَّا وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْتَمِعُونَ.

تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے مغفرت ہے اور تمہارے لئے رحمت ہے۔

یہ مغفرت اور رحمت عبادت کی طرف اشارہ ہے، یہ آیت نمبر ۱۵۷ ہے۔ آیت نمبر ۱۵۸ میں اللہ تبارک و تعالیٰ عبودیت کا ذکر فرما رہا ہے۔ فرمایا:

وَلَئِن مِّن مِّنكُمْ أَوْ قُتِلْتُمْ

اگر تم مر جاؤ یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کر دیئے جاؤ تو

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَحْشَرُونَ.

تو اس کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے عبودیت کا بیان ہے۔

پہلی آیت میں عبادت کا ذکر ہو رہا ہے اور دوسری آیت میں عبودیت کا ذکر ہو رہا ہے۔ کیونکہ تین چیزوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے جہاد کی ترغیب دی ہے اور

تین چیزوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے شہادت کی ترغیب دی ہے۔

(پہلی چیز) تمہیں مغفرت ملے گی۔

(دوسری چیز) تمہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت ملے گی

(تیسری چیز) اللہ تبارک و تعالیٰ کی معیت تمہیں ملے گی۔

پھر علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس کو مثال دے کر سمجھاتے ہیں کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام سفر کرتے ہوئے کہیں جا رہے تھے راستے میں ایک قوم سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اس قوم کو دیکھا کہ نحیف الابدان ہیں، آنکھیں اندر کی طرف ہیں، چہرے پر زردی ہے یعنی یہ ساری باتیں علامت تھیں کہ یہ عبادت گزار تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ بھائی تم لوگ اتنی کثرت سے عبادت کرتے ہو کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہمیں ڈر ہے اس لئے ہم کثرت سے عبادت کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انکی گفتگو سن کر چند قدم آگے بڑھے اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بڑا کریم ہے۔ اگر تم عذاب کے ڈر سے عبادت کرتے ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں عذاب سے بچالے گا۔

کچھ دور گئے تو اور ایک قوم سے آپ کی ملاقات ہوئی، آپ نے اس قوم کا حال بھی یہی دیکھا تو آپ نے اس قوم سے کہا کہ بھائی اتنی عبادت کیوں کرتے ہو؟ آخر کیا وجہ ہے اتنی عبادت کرتے ہو۔ کہنے لگے کہ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کی جنت کی طلب کیلئے کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ کہتے ہوئے چند قدم آگے چلے گئے کہ اگر تم اللہ تبارک و تعالیٰ کی جنت کی طلب کیلئے عبادت کرتے ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ بڑا کریم ہے وہ تمہیں جنت عطا کریگا۔

اسکے بعد آگے گئے تو ایک اور قوم سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اس قوم کا حال بھی یہی تھا کہ نحیف الابدان تھے، چہرہ زرد تھا، آنکھیں اندر کی طرف گئی ہوئی تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے بھی یہی سوال کیا کہ بھئی اتنی عبادت کیوں کرتے

ہو؟ اسکی کیا وجہ ہے۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا لیکن ساتھ میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارا معبود ہے نہ ہمیں جنت کی طلب ہے اور نہ ہمیں جہنم کا خوف ہے بس اللہ تعالیٰ ہمارا معبود ہے اور ہم اسی کے بندے ہیں اس لئے ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے یہ کہتے ہوئے گزرے کہ اگر تمہارا ارادہ یہی ہے کہ نہ تمہیں جنت کی طلب ہے اور نہ جہنم کا تمہیں خوف ہے اگر واقعی یہی بات ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ ضرور تمہیں اپنی معیت عطا کریگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس حکایت سے حضرت علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے یہ سمجھایا ہے کہ دیکھئے آیت کریمہ تین چیزوں پر منطبق ہے۔

(۱) مغفرت۔

(۲) رحمت۔

(۳) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَحْشَرُونَ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف جمع کئے جاؤ گے اللہ کے ساتھ ہو گے یعنی معیت۔

جو لوگ اس خیال سے عبادت کرتے ہیں کہ جہنم سے ہم بچ جائیں گے تو ان کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ.

تمہارے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت ہے۔

اور جس عبادت سے وہ جنت طلب کرتے ہیں، جنت چاہتے ہیں تو ان کیلئے اللہ

تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ

وَرَحْمَةً خَيْرٌ مِّمَّا يَجْتَمِعُونَ.

کہ تمہارے لئے ایسی رحمت ہے کہ جو وہ جمع کرتے ہیں اس سے کہیں بہتر ہے۔
یہ اس عبادت کی جانب اشارہ ہے۔ اور جس قوم نے کہا تھا کہ ہمیں نہ جنت کی
طلب ہے اور نہ جہنم کا خوف ہے، ہمیں تو رب تعالیٰ کی معیت چاہئے، ہم تو اللہ
تبارک و تعالیٰ کے دیدار کیلئے عبادت کرتے ہیں۔ اس کی طرف اشارہ ہے،

لَا أَلِيَّ اللَّهُ تَحْشُرُونَ.

کہ ضرور بالضرور تم اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔

یہ تیسرا مقام عبودیت ہے۔ اور اول کے دونوں مقام مقام عبادت ہے۔ کو یا
کہ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لیجئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آیت کریمہ میں یہ بتا دیا
ہے کہ دیکھو باقی عبادت صرف عبادت ہے لیکن شہادت عبادت بھی ہے اور
عبودیت بھی ہے۔ اس لئے شہادت کے عوض میں تمہیں مغفرت بھی ملے گی اور
شہادت کے عوض میں تمہیں رحمت بھی ملے گی اور شہادت کے عوض میں تمہیں اللہ
تبارک و تعالیٰ کی معیت بھی مل جائے گی۔

قرآن سے استدلال کے بعد ہم اس جانب چلیں گے کہ شہادت کی
فضیلت کیا ہے؟ یہ بات تو سمجھ گئے کہ شہادت عبادت بھی ہے اور شہادت عبودیت
بھی ہے۔ باقی عبادت صرف عبادت ہے لیکن باقی عبادتوں میں یہ معاملہ نہیں

ہے۔

﴿ شہادت کی پہلی فضیلت ﴾

علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اِنَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِنَّا كَ نَسْتَعِينُ كِ
تفسیر میں لکھا ہے کہ اعزاز کے ساتھ جنت میں جانا کیا ہے اور مطلق جنت میں جانا
کیا ہے۔ ان دونوں میں فرق ہے۔ کہتے ہیں

وہ عبادت گزار جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر عبادت کرتے تھے جب قبروں
سے نکلیں گے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرمائے گا، اے گروہ ملائکہ یہ جہنم کے عذاب سے
ڈر کر میری عبادت کرتے تھے اسے جہنم سے بچا لو اور جنت میں بھیج دو۔

دوسرا عبادت گزار وہ ہوگا کہ جنت کی طلب کیلئے عبادت کر رہا ہوگا جب یہ قبروں
سے نکلیں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ ملائکہ سے فرمائے گا کہ اے گروہ ملائکہ انہیں لے لو
اور اسے جنت میں لے جاؤ اس لئے کہ یہ جنت کی طلب کیلئے عبادت کرتے تھے تو
انہیں جنت دے دو۔

تیسرا طبقہ عبودیت یا دوسرے لفظوں میں شہادت والا، یہ گروہ جب قبروں
سے نکلیں گے تو اللہ تعالیٰ عبودیت کرنے والوں کے متعلق فرمائے گا کہ اے گروہ
ملائکہ ابھی اسے جنت میں نہ لے جاؤ بلکہ میری بارگاہ میں لے آؤ۔ اللہ تبارک و
تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ جائیں گے جو عبادت، عبادت مع العبودیت کرنے والے
تھے اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں جب ملائکہ لے جا کر کھڑا کر دیں گے تو اللہ تبارک و
تعالیٰ فرمائے گا

وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَتَكْرَمِي مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ إِلَّا لِيُكَلِّمَكَ

میری عزت کی قسم ہے، میرے جلال کی قسم ہے اور میری کرم نوازی کی قسم ہے کہ میں نے جنت پیدا ہی تم جیسے لوگوں کیلئے کیا ہے۔

یہ اعزاز ہے یہ عبادت مع العبودیت کا اعزاز ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جنت تینوں کو عطا کر رہا ہے اور تینوں کو جہنم سے بچا رہا ہے لیکن ایک کو اللہ تبارک و تعالیٰ جنت میں بھیجتے ہوئے یہ فرمائے گا۔

یہ اعزاز شہداء کو حاصل ہے یہ اعزاز شہادت پانے والوں کو حاصل ہے۔ بس دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لیجئے کہ یہ اعزاز اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے کہ کل قیامت کا دن ہوگا میدان محشر میں لوگ جمع ہونگے۔ رب کریم نجات پانے والوں سے کہے گا جاؤ ہم نے تمہیں نجات دیدی، جاؤ ہم نے تمہیں نجات دیدی لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کی جب باری آئیگی تو رب کریم فرمائے گا اے حسین میرے سامنے آؤ، میری بارگاہ میں آؤ، اس لئے کہ جنت تو ہم نے تمہارے لئے ہی پیدا کی ہے۔ ہم نے جنت کی بہاریں تمہارے لئے پیدا کی ہیں، ہم نے تو جنت تم جیسے لوگوں کیلئے پیدا کی ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

إِنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ (ترمذی)

کہ حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

جنت میں ہم بھی جائیں گے اور جنت میں حضرت امام حسن علیہ السلام اور

حضرت امام حسین علیہ السلام بھی جائیں گے مگر دونوں کے جانے میں کتنا فرق ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ اعزاز و اکرام کے ساتھ جنت میں بھیجے گا اور ہمیں صرف جنت دیگا۔ ان دونوں میں فرق ہے کہ جنت اللہ تبارک و تعالیٰ عبادت گزار کو بھی عطا فرمائے گا اور جنت اللہ تبارک و تعالیٰ عبودیت گزار کو بھی عطا فرمائے گا لیکن دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوگا۔ کہ ادھر عبادت میں عطاء جنت ہے اور شہادت میں عطاء جنت مع الاعزاز ہے۔

﴿ شہادت کی دوسری فضیلت ﴾

دوسری فضیلت یہ ہے کہ عبادت میں تصور دیدار الہی ہے اور شہادت میں تصدیق دیدار الہی ہے۔ جب بندہ عبادت کرتا ہے تو عبادت میں دیدار الہی کا تصور بنانا ہے لیکن جب بندہ شہید ہوتا ہے تو تصور میں نہیں اب تو اپنے رب کو تصدیقاً دیکھ لیتا ہے تو عبادت میں تصور دیدار الہی ہے اور شہادت میں تصدیق دیدار الہی ہے۔ آئیے اس کو بھی میں ثابت کروں کہ عبادت میں تصور دیدار کس طرح سے ہے۔ حدیث جبریل علیہ السلام کا لکڑا پیش کرتا ہوں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم اللہ کی بندگی بجلاؤ، جب عبادت کرو تو اس طرح عبادت کرنا کہ

كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ (بخاری شریف)

ترجمہ: کو یا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو بیشک وہ تمہیں

اللہ رب العالمین کی طرف سے اس آیت کریمہ میں خود اشارہ موجود ہے کہ شہادت میں تصویر دیدار نہیں بلکہ تصدیق دیدار ہے۔ اس لئے جو شہید ہو جاتا ہے وہ ایک دو دفعہ نہیں بلکہ بخاری شریف میں روایت موجود ہے کہ وہ دس دفعہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں آرزو کریگا کہ مولیٰ ہمیں دنیا میں بھیج کیونکہ جو لذت تیرے دیدار میں ہے وہ کسی اور چیز میں کہاں ہے۔ حدیث بخاری ملاحظہ فرمائیے

مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ شَيْءٌ إِلَّا الشَّهِيدُ يَسْمَعُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيَقْتُلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ.

ترجمہ: کوئی ایسا شخص نہیں جو جنت میں داخل ہو اور دنیا میں واپس لوٹنے کی تمنا کرے خواہ اسے دنیا کا سارا ساز و سامان دے دیا جائے ماسوائے شہید کے۔ وہ آرزو کرتا ہے کہ دنیا کی طرف لوٹے پھر دس دفعہ قتل کیا جائے کیونکہ وہ شہادت کا درجہ دیکھ چکا ہے۔

﴿نبی کریم ﷺ کا صوم وصال رکھنا﴾

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر صوم وصال رکھنا شروع کیا کیونکہ رب کے دیدار سے جب مشرف ہوئے تو کھانے کو بھول گئے، جب رب کے دیدار سے مشرف ہوئے تو پینے کو بھول گئے جب افطار کا وقت آتا تھا تو اس وقت رب کے دیدار سے اپنے آپ کو افطار کرا لیا کرتے تھے یہ بھول جاتے تھے اب کیا

کھانا ہے اور کیا پینا ہے اور کھانے پینے میں لذت بھی باقی نہیں رہی۔ اس لئے کہ وہ کسی اور چیز میں کہاں ہے۔ جو دیدار الہی میں لذت ہے۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام بھی صوم وصال رکھنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”أَيُّكُمْ مِثْلِي“ کون ہے تم میں میری مثل کیونکہ یہ فلسفہ بتانا تھا کہ میں دیدار الہی کر لیتا ہوں تو میرا پیٹ بھر جاتا ہے میں دیدار الہی کر لیتا ہوں تو میری پیاس بجھ جاتی ہے لیکن تم ابھی اس مرتبہ پر نہیں پہنچے کیونکہ

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ.

اس دنیا میں کوئی اپنی سرکی آنکھوں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا دیدار نہیں کر سکتا اس لئے سرکار ﷺ نے فرمایا

أَيُّكُمْ مِثْلِي

کون ہے تم میں میری مثل۔

نبی کریم ﷺ اسی دیدار الہی سے اپنی پیاس اور اپنی بھوک کو بھاتے تھے اور اس میں جو لطف انھیں آتا تھا وہ کھانے میں نہیں آتا تھا۔

﴿امام اعظم علیہ الرحمۃ اور نماز مغرب﴾

امام اعظم علیہ الرحمہ کا قول ترمذی شریف کی شرح میں موجود ہے کہ امام صاحب سے غالباً کسی نے پوچھا ہوگا تبھی آپ نے یہ جملہ کہا ہے کہ بھائی میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مغرب کی نماز کو میرے لئے افطار بنا دے میرے

افطار کو مغرب کی نماز نہ بنا دے کہ میں نماز چھوڑ کر افطار کرتا رہوں، کھانا رہوں، پیتا رہوں۔ مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نماز میں وہ لذت دیدے مجھے اللہ تعالیٰ نماز میں وہ خوبی عطا فرمادے کہ میں نماز پڑھوں تو ایسا ہی لگے کہ جیسے میں افطار کر رہا ہوں۔ مجھے کھانے میں جو لذت آتی ہے وہ مجھے نماز مغرب میں مل جاتی ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَآنَ يَكُونُ طَعَامِي كُلُّهُ صَلَوةً أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَكُونَ صَلَوتِي كُلِّهَا طَعَامًا. (حاشیہ بر ترمذی شریف)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میرا افطار نماز مغرب بننے کی بجائے میری نماز مغرب میرا افطار بن جائے۔

﴿شہادت کی تیسری فضیلت﴾

اب تیسری فضیلت شہادت آسان لفظوں میں بتاتا ہوں کہ عبادت میں ظن مغفرت ہے اور شہادت میں یقین مغفرت ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے متعدد مقامات پر ارشاد فرمایا ہے کہ ایمان لاؤ، نیک عمل کرو گے تو ہم تمہیں معاف کر دیں گے اور اجر عظیم عطا کریں گے انسان جب نماز پڑھتا ہے تو کیا اسے معلوم ہے کہ جو نماز ہم نے پڑھی ہے واقعی اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے گی۔ انسان ظہر کی نماز پڑھے کیا پتہ اس سے کوئی رکن چھوٹ رہا ہو کوئی شرط اس سے چھوٹ رہی ہو بہت سارے خیالات آسکتے ہیں بہت ساری

باتیں ذہن میں آسکتی ہیں اس لئے جب آپ نماز پڑھیں عبادات بجالائیں اور دیگر شعائر اسلام کو بجالائیں تو اس کے ذریعے سے آپ کو جو انعام و اکرام ملتا ہے اسکے متعلق ظن غالب ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ معاف کر دیگا یہ ظن نطن مغفرت ہے لیکن شہادت کے وقت جب شہید شہادت کی نعمت کو پاتا ہے تو اسکی مغفرت یقینی ہو جاتی ہے۔

یہاں ایک طرف ظن مغفرت ہے تو دوسری طرف یقین مغفرت ہے۔ ایک طرف مغفرت کا گمان ہے تو دوسری طرف مغفرت کا یقین ہے۔ اب اس کو بھی میں مثال دیکر سمجھاتا ہوں۔ ابو داؤد شریف کتاب الجہاد میں یہ حدیث شریف موجود ہے کہ ایک شخص جس کا نام عمرو بن اقیش رضی اللہ عنہ تھا (آخر میں ایمان لے آئے تھے صحابی تھے) ان کو بارہا لوگوں نے کہا بھی تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت کرتے ہو تو کلمہ پڑھ کر مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے وہ کہتے کہ میں مسلمان ہو جاؤنگا میرا وعدہ ہے لیکن ابھی تھوڑا ٹھہر جاؤ۔ کچھ شارحین حدیث نے اسکی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عمرو بن اقیش رضی اللہ عنہ کے کچھ قرضے تھے جو سود پر دیئے گئے تھے وہ یہ سوچتے تھے کہ ابھی جب ایمان لے آؤنگا اسلام تو سود کو حرام کہتا ہے تو میں سود نہیں لے سکوں گا لہذا ابھی ایمان نہ لاؤ۔ سود کے ساری رقم لے لینے کے بعد ایمان لائیں گے، حدیث ابی داؤد ملاحظہ ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَقِيَشٍ كَانَ لَهُ رِبَاطٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَّرَ أَنْ يُسْلِمَ حَتَّى يَأْخُذَهُ فَجَاءَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ آيِنُ بَنُو عَمِيٍّ قَالُوا

بِأُحُدٍ قَالَ آيْنَ فَلَانٌ قَالُوا بِأُحُدٍ فَلَيْسَ لَأَمْتَهُ وَرَكِبَ فَرَسَهُ ثُمَّ تَوَجَّهَ
قِبَلَهُمْ فَلَمَّا رَأَاهُ الْمُسْلِمُونَ قَالُوا إِلَيْكَ عَنَّا يَا عَمْرُو قَالَ إِنِّي قَدْ
أَمَنْتُ فَقَاتَلَ حَتَّى جَرَحَ فَحَمِلَ أَهْلُهُ جَرِيحًا فَجَاءَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ
فَقَالَ لِأُخْتِهِ سَلِيهِ حَمِيَّةَ لِقَوْمِكَ أَوْ غَضَبًا لَهُمْ أَمْ غَضَبًا لِلَّهِ فَقَالَ
غَضَبًا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ فَمَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ مَا صَلَّى لِلَّهِ صَلَوةً.

(کتاب الجہاد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمرو بن ایش کے زمانہ جاہلیت
میں کچھ قرض تھے اس لئے وہ فی الفور اسلام لانا نہیں چاہتے تھے یہاں تک کہ غزوہ
احد والے دن آئے اور پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ کہا احد میں کہا
فلاں کہاں ہے؟ کہا احد میں۔ پس وہ اپنے اسلحہ وغیرہ لے کر گھوڑا پر سوار ہوئے
پھر اہل احد کی طرف چل دیئے۔ مسلمانوں نے جب عمرو بن ایش کو اپنی جانب
آنا دیکھا تو کہا کہ اے عمرو! ہم سے دور رہو، عمر و نے کہا کہ میں ایمان لا چکا ہوں
پھر وہ جہاد میں شریک ہو کر زخمی ہو گئے، ان کے گھر کی طرف زخمی حالت میں انھیں
پہنچا دیا گیا، پھر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے انکی بہن سے کہا کہ تیری قوم کی عزت کی
حفاظت کی خاطر یہ زخمی ہو گئے ہیں یا ان پر غضبناک ہو کر یا ان پر اللہ تعالیٰ کیلئے
غصہ ہو کر۔ کہا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کیلئے ان پر
غصہ کھا کر ٹوٹ پڑے اور شہید ہو گئے۔ پھر جنت میں داخل ہو گئے اس حال میں
کہ ابھی تک اس نے اللہ تعالیٰ کیلئے ایک نماز بھی نہیں پڑھی۔

جیسے ہمارے یہاں بڑا المیہ ہے کہ کبھی کسی سے کہیں کہ نماز روزہ کیوں نہیں کرتے
ہو تو کہتے ہیں کہ کر لیں گے آخر عمر میں۔ کسی کو کہہ دیں کہ بھائی ماشاء اللہ اتنی عمر ہو
گئی آپ چہرے پر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سجائیں، کہتے ہیں ابھی تو ہماری عمر بہت کم
ہے یعنی بیچارہ داڑھی بھی اس وقت چھوڑے گا نماز بھی اس وقت پڑھے گا جب وہ
چلنے کے لائق نہ رہے مسجد میں کرسی لگا کر نماز پڑھے، تب جا کر وہ کام کریگا، یہ
صرف سمجھانے کیلئے بات کر رہا ہوں جو ہمارے یہاں معاشرے میں واقع ہے یہ
المیہ ہے۔ حدیث شریف میں عبارت ہے فَدَخَلَ الْجَنَّةَ مَا صَلَّى لِلَّهِ
صَلَوةً کہ وہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ انھوں نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔
لیکن شہید ہوتے ہی جنت میں داخل ہو گئے یعنی بغیر کسی حساب و کتاب کے۔ اب
مسئلہ سمجھ میں آ گیا ہو گا کہ عبادت میں ظنِ مغفرت ہے اور شہادت میں یقین
مغفرت ہے کہ یہاں شہادت پاتے ہی جنتی ہو گئے اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔

مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ. (بخاری کتاب الجہاد)

ترجمہ: جو ہم میں سے کافروں کے ہاتھوں قتل ہو گا وہ جنت میں جائیگا۔
عبارت پر ذرا غور کریں مَنْ قُتِلَ مِنَّا كَانَ إِلَى الْجَنَّةِ نہیں ہے کہ پہلے سے وہ
جنتی تھا کہ ہم نے اسے جنت میں بھیج دیا ایسی عبارت نہیں ہے۔ اس کو میں مثال
دے کر سمجھاتا ہوں۔ میں اگر یہ جملہ کہوں کہ زَيْدٌ صَارَ عَالِمًا، زید عالم ہو گیا تو
مطلب کیا ہوا کہ پہلے زید عالم نہیں تھا اب ہو گیا۔ زید پہلے غیر عالم تھا لیکن اب یہ

عالم ہو گیا۔ صَارَ، یہ ایک کیفیت سے دوسری کیفیت میں چیز کو لے جانے کیلئے ہے۔ پہلی کیفیت میں جو چیز نہیں تھی اسے دوسری کیفیت میں لے جانے کیلئے صَارَ لفظ استعمال میں لاتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَنْ قُتِلَ مِنَّْا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ

میں پہلے جملہ معترضہ کے طور پر آپ کے کوش گزار کردوں کہ تمام کے تمام صحابی جنتی ہیں وہ اگر مَنْ قُتِلَ مَنْ صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ کے زمرہ میں نہ بھی آئیں تب بھی جنتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقے تمام صحابہ کو وہ مقام عطا فرمایا جو قیامت تک شہداء بھی وہ درجہ حاصل نہیں کر سکتے یہ تو فقط صحابی کی بات نہیں ہو رہی ہے صحابی اور غیر صحابی دونوں کی بات ہے کہ مَنْ قُتِلَ مِنَّْا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ۔ مطلب یہ ہوا کہ ایک گناہگار گناہوں میں لت پت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اگر اخلاص کے ساتھ شہید ہو جاتا ہے تو اسے بھی اللہ تبارک و تعالیٰ جنت عطا فرما دیتا ہے۔ علماء کے درمیان یہ بحث رہے گی کہ حقوق العباد اور حقوق اللہ دونوں کی معافی ہو جاتی ہے یا صرف ایک کی معافی ہوتی ہے۔ شہادت کی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جس کی شہادت کو قبول کر لیتا ہے اسکی مغفرت یقینی ہو جاتی ہے۔ اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ شہید کا ایک قطرہ خون زمین پر گرتا ہے اور اسکے سارے گناہوں کو اللہ تعالیٰ دھو ڈالتا ہے۔ لہذا تیسری فضیلت یہی نکلی کہ عبادت میں ظنی مغفرت ہے لیکن شہادت میں یقینی مغفرت ہے۔

حضرت امام حسین ﷺ کا کام عبودیت والا ہے اس لئے میدان کربلا میں خاک پر اپنی پیشانی لگا دیتے ہیں اور اس وقت بھی یہی کہتے ہیں کہ مولیٰ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو معاف کر دینا۔ میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ کسی صورت بھی تیری رضا میں کمی نہ آنے پائے۔ یہ وہ مقام ہے جو حضرت امام حسین ﷺ کا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لَا لَإِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ تَحْشُرُونَ۔ کہ تم سب اللہ کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔ حضرت امام حسین ﷺ ہمیں میدان کربلا میں دونوں کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ شب عاشورہ کے بارے میں تاریخ نگار کہتا ہے کہ حسینی خیموں کی طرف سے شہد کی مکھیوں کی طرح آوازیں آرہی تھیں۔ غور کرنے پر پتہ چلا کہ یہ آوازیں ذکر الہی کی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کی آوازیں ہیں۔ کوئی قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے تو کوئی ذکر الہی کر رہا ہے ہر کوئی کچھ نہ کچھ کر رہا ہے جسے جو سمجھ میں آ رہا تھا اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کر رہا تھا۔ رات بھر حضرت امام حسین ﷺ عبادت کرتے رہے حضرت امام حسین ﷺ کے سارے رفقاء عبادت کرتے رہے رات بھر اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کرتے رہے۔ میدان کربلا میں امام حسین ﷺ گئے تو اب مقام عبودیت کا اظہار کرنے لگے۔ یہ ہے حسین کا مقام اور یہ ہے فضیلت۔

امام حسین ﷺ میدان کربلا میں دونوں مرحلہ طے کر رہے ہیں حضرت امام حسین ﷺ جب زخمی ہو کر گھوڑے سے نیچے گرے تو مقام عبودیت پر فائز تھے شہادت پانے والے تھے جب آپ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں سر بسجود ہوئے تو

یہ مقام عبادت ہے۔ ہم تو فضیلت کو کلکڑوں میں پائیں گے لیکن حضرت امام حسین نے اپنے اندر کیجا کر لیا ہے۔ دونوں فضیلتیں یعنی عبادت اور عبودیت حضرت امام حسین کے اندر موجود ہیں، نہ امام حسین سے آپ عبادت کو دور کر سکتے ہیں اور نہ ہی عبودیت کو دور کر سکتے ہیں اور شہادت یہی ہے کہ انسان عبادت مع العبودیت بجالاتا ہے۔ حضرت امام حسین اس درجہ پر علی بن ابی طالب کے کمال نظر آتے ہیں۔

﴿ جو جس حال میں مرے گا اسی حال میں اٹھے گا ﴾

ایک بات صمنا عرض کرنا چلوں کہ صحیح روایتوں میں موجود ہے کہ جو جس حال میں مرے گا وہ اسی حال میں اٹھے گا۔ اگر شراب پیتے ہوئے مرے گا تو قیامت کے دن شراب پیتے ہوئے اٹھے گا، اگر جو اٹھتے ہوئے مرے گا تو قیامت کے دن جو اٹھتے ہوئے اٹھے گا۔ کسی کو قتل کرتے ہوئے خود بھی مارا گیا ہے تو اسی حال میں اٹھے گا۔ حضرت امام حسین کی عظمت دیکھئے کہ امام حسین کی روح پر واز ہو رہی ہے اور آپ سجدے کی حالت میں ہیں تو قیامت کے دن حضرت امام حسین اٹھیں گے تو سجدہ کی حالت میں اٹھیں گے۔ یہ امام حسین کی عظمت و فضیلت ہے۔ چند جملے حضرت امام حسین کے بارے میں اس لئے بھی آپ کے گوش گزار کر رہا ہوں کیونکہ اس محفل کی نسبت امام حسین سے ہے ورنہ شہادت کی فضیلت اور شہادت کی عظمت بہت ہے اور علمائے کرام سے آپ سنتے رہتے ہیں کہ

شہادت کی یہ برکت ہے شہادت کی یہ فضیلت ہے۔ بس میں نے اپنے اعتبار سے اور اپنے تکتہ نظر کے اعتبار سے شہادت کی جو فضیلت آپ کے گوش گزار کی ہے وہ ایک نئے طریقے سے ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل ایمان کو شہادت کی طرف جب راغب فرمایا تو اس وقت تین چیزوں کا بیان فرمایا۔ (۱) مغفرت (۲) رحمت اور (۳) اپنی معیت۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی معیت کے ساتھ عبادت بھی ہے عبودیت بھی۔ اس جانب اشارہ کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں اس طرف راغب فرمایا کہ ان چیزوں کو اپناؤ اور اسی کا ذکر خیر ہم اور آپ کر رہے ہیں۔

﴿ شہادت کی چوتھی فضیلت ﴾

اب شہادت کی چوتھی فضیلت بھی ملاحظہ فرمائیے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باوجودیکہ بڑی شان والے ہیں زندگی بھر اس کی تمنا اور آرزو کرتے رہے۔ چند صحابہ کرام کے اقوال و افعال پیش خدمت ہے جن سے ہماری تائید ہوگی۔ حضرت عمر پوری زندگی شہادت کے متمنی رہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں چنانچہ بخاری شریف میں ان کی یہ دعا موجود ہے۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي بَلَدِ رَسُولِكَ (کتاب الجہاد)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنے رسول کے شہر میں شہادت نصیب فرما۔

اسی طرح حضرت ام حرام بنت ملحان کی وہ گزارش جو انھوں نے شہادت پانے کیلئے رسول اللہ کی بارگاہ میں کی، آج بھی بخاری کے اوراق میں موجود

ہے چنانچہ اسے بھی مع عبارت ملاحظہ کیجئے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَيَّ أُمَّ حَرَامَ بِنْتِ مَلْحَانَ فَتَطْعِمُهُ
وَكَانَتْ أُمَّ حَرَامٍ تَحْتِ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ فَاطْعَمَتْهُ جَعَلَتْ تَفْلِي زَانَهُ فَأَمَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ
وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ
نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرِضُوا عَلَيَّ غُرَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَرْتَكِبُونَ تَبِجَ هَذَا
الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَيْرَةِ أَوْ عَلَى الْأَيْرَةِ شَكَّ إِسْحَاقُ قَالَتْ
فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرِضُوا عَلَيَّ غُرَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ فِي
الْأَوَّلِ قَالَتْ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ
عَنْ دَائِبَتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ. (كتاب الجهاد)

رسول اللہ ﷺ (کبھی کبھی) حضرت ام حرام بنت ملحان کے گھر تشریف لے جاتے تو آپ کی خدمت میں کھانا پیش کرتیں اور حضرت ام حرام حضرت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر جلوہ افروز ہوئے اور انہوں نے کھانا کھلایا اور آپ کے سر مبارک میں شانہ کرنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ کو نیند آگئی پھر مسکراتے ہوئے آپ بیدار ہوئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہ ﷺ! کس بات نے آپ کو ہنسایا ہے؟ فرمایا

کہ مجھ پر میری امت کے کچھ لوگ پیش کئے گئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے اس سمندر کے سینے پر اس طرح سوار ہونگے جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھتے ہیں۔ (حدیث میں) مِثْلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَيْرَةِ ہے یا الْمُلُوكِ عَلَى الْأَيْرَةِ ہے اس میں اسحاق راوی کو شک ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہ ﷺ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں شامل فرما لے۔ ان کیلئے رسول اللہ ﷺ نے دعا کی۔ اس کے بعد پھر آپ سو گئے اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے، پس میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کس چیز نے ہنسایا؟ فرمایا مجھ پر میری امت کے کچھ لوگ پیش کئے گئے جو پہلوں کی طرح اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے سمندر کے سینے پر سوار ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں شامل فرما دے۔ ارشاد فرمایا: تم پہلے گروہ میں شامل ہو چکی ہو۔ حضرت ام حرام حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے عہد میں جہاز پر سوار ہوئیں اور سمندر سے نکلنے کے بعد اپنی سواری کے جانور سے گر پڑیں اور جاں بحق ہو گئیں۔

بخاری کی ان دو روایتوں کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے خواہ مرد ہو یا عورت ہر ایک شہادت کے متمنی ہیں۔ پہلی روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا پر مشتمل ہے اور دوسری روایت میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے دعا کی درخواست کر رہی ہیں جو کہ خاتون صحابیہ ہیں۔ ان دونوں روایتوں سے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عکاسی ہو

